مکتبہ غوثیہ
پرانی سبزی منڈی کراچی پاکستان

پیش لفظ

مبسملا و محمّد للّٰہ ربّ العالمین و مصلیاً و مسلّماً علی سیّد المرسلین

وعلیٰ آلہٖ و الطیبین و اصحابہ الطاھرین

آخرت میں انسان کیلئے سب سے بہتر اور اعلیٰ سرمایہ نیک اولاد ہوگی اور صحیح حدیث میں ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے اعمال منقطع ہوجائیں گے سوائے چند امور کے، ان میں نیک اولاد بھی ہے (بچہ یا بچی) جو اس کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ اسی لئے سمجھدار انسان وہ ہے جو اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرتا ہے۔اسی موضوع پر فقیر کا رسالہ نفع العباد فی تربیۃ الاولاد خوب ہے۔اولاد کی اعلیٰ تربیت عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم ہے کیونکہ عشق جملہ اعمالِ صالحہ کا سرتاج اور ایمان واسلام کا مغز ہے جس کی تفصیل فقیر نے رسالہ الحق فی العشق میں عرض کردی ہے۔فقیر ۱۸ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ عشق نگر یعنی مدینہ طیبہ کا راہی ہوا تو خیال ہوا کہ اہلِ اسلام کیلئے بچوں اور بچیوں کی تربیت کا تحفہ تیار کرکے بارگاہِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نذر پیش کی جائے۔ خدا کرے فقیر کی اولاد وذرّیات کیلئے عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقدر ہو۔چنانچہ اس رسالہ کا بابُ المدینہ (کراچی) سے آغاز ہوا تو عشق نگر یعنی مدینہ طیبہ میں جوہر المدینہ کمرہ نمبر ۴۱۱ میں اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذلک

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم الامین

وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔پاکستان اور مدینہ پاک

۲۸ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ - 21 جنوری 2004ء بروز بدھ

مقدمہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! حبِ رسول یعنی عشقِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہٗ کرام سے بواسطۂ اولیاء عظام ہمیں وِراثت میں نصیب ہوا اگر اس وِرثہ کا بیج اپنی اولاد کو ان کے دِلوں میں اپنی زِندگی میں بو کر جائیں گے تو یقیناً آپ کی اولاد کے دلوں میں عظمتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چراغ روشن ہوگا پھر وہ خود بھی دُنیا و آخرت میں اعلیٰ مراتب پر فائز رہیں گے اور اپنی آنے والی نسلوں کیلئے بھی مشعلِ راہ بنیں گے۔ فقیر نے یہ مختصر رسالہ صِرف اور صرف اہلِ اسلام کیلئے اسلئے تیار کیا ہے تا کہ وہ اپنی اولاد کو اس راہ پہ لگائیں کیونکہ خود رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کو اسی کا حکم فرما گئے ہیں کہ

ادبوا اولادکم علیٰ ثلاث خصال حب نبیکم و حب اھل بیتہ و قرأۃ القرآن

یعنی اپنی اولاد کو تین باتیں سکھاؤ: (۱) حبِ رسول اور (۲) حبِ اہل بیت اور (۳) قرآن پڑھنا۔

مؤخر الذکر تو تقریباً بعض مسلمانوں نے اپنایا ہوا ہے۔ دو اوّل الذکر سے سستی و غفلت کا شکار ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں ان کی سخت تاکید آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

قل ان کان اباء کم و ابناء کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللّٰہ بامرہ و اللّٰہ لا یھدی الفاسقین

اے حبیب فرما دیجئے اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں و خاوند، خاندان کمائے ہوئے مال، وہ کاروبار جن کے نقصان کا تم اندیشہ کرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکانات، تمہیں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسق قوم کو کامیاب نہیں فرماتا۔

اس آیت میں واضح کر دیا گیا ہے کہ جس قوم کے دِل میں ہر شے سے بڑھ کر یہ تین محبتیں: محبتِ الٰہی، محبتِ رسول اور محبتِ جہاد ہونگی دنیا و آخرت میں وہی کامیاب و سرخرو ہوگی۔ اور اگر دیگر اشیاء کی محبت غالب آ گئی تو پھر ذِلت و رُسوائی اس قوم کا مقدر بن جائیگی۔ اس لئے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو متعدد اِرشادات کے ذَریعے اس محبت کا درس دیا۔ بلکہ خود رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنی محبت بلکہ اپنے تمام پیارے لوگوں کی محبت کو آخرت کا سرمایہ مقرر فرمایا۔

چنانچہ احادیثِ مبارکہ میں ہے:

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من مالہٖ و ولدہٖ و نفسہٖ والناس اجمعین (بخاری)

یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک میری ذات اس کیلئے

اپنے مال، اولاد، اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے؟ انہوں نے نہایت غور وفکر کے بعد عرض کیا:

لانت یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم! احب الی من کل شئی الا نفسی

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔

اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا والذی نفسی بیدہ حتی اکون احب الیک من نفسک

یعنی ہرگز نہیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے

جب تک میں تمہیں، تمہاری جان سے بھی محبوب نہ ہوجاؤں۔ (تم ایمان میں کامل نہیں ہوسکو گے)

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

الا ان احب الی من نفسی

یعنی اب تو آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہوگئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا!

الأن یا عمر (بخاری)

یعنی اے عمر اب تیرا ایمان کامل ہوا۔

فائدہ...... سب سے زیادہ محبت انسان کو اپنی ذات سے ہوتی ہے مگر مذکورہ فرمان میں واضح کردیا کہ اگر کامل ایمان چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول عزّ وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی ذات سے بھی بڑھ کر محبت کرو۔

قاعدہ برائے محبت

اسلام نے یہ ضابطہ دیا ہے کہ جو شخص جس سے محبت کریگا اس کو اسکی رفاقت نصیب رہے گی۔ حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! قِیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وما اعددت لها   یعنی تو نے قیامت کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟

عرض کیا:

ما اعددت لها من كثير صلوة ولا صوم ولا صدقة ولكن احب الله ورسوله

یعنی میں نے روزِ قیامت کیلئے اتنی زیادہ نمازوں، روزوں اور صدَقات کے ساتھ تیاری نہیں کی لیکن اللہ اور اس کے رسول عزّوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انت مع من احببت (بخاری)   یعنی تو اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہوگا۔

اس مبارک اور اہم ضابطہ پر صحابہ جس قدر خوش ہوئے اس کا بیان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں اسلام لانے کے بعد،

فما فرحنا بشي فرحنا بقول النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انت مع من احببت

یعنی آج تک ہم کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے جتنا آج آپ کا یہ فرمان سن کر خوش ہوئے کہ محبت کرنے والے کو محبوب کی رفاقت نصیب رہے گی۔

پھر اس خوشی میں وہ جھوم اُٹھے اور کہنے لگے:

انا احب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وابا بكر وعمر

وارجوان اكون بحبي اياهم وان لم اعمل تمثل اعمالهم

یعنی اگرچہ میں نے ان پاکیزہ ہستیوں جیسے عمل نہیں کئے مگر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ محبت ضرور رکھتا ہوں اور پراُمید ہوں کہ اسی محبت کی وجہ سے مجھے ان کی رفاقت نصیب ہوگی۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے: علموا اولادکم محبة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے افتتاحیہ کلمات یہ ہیں:

علموا اولادکم ان النبی محمّدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صفوة المصطفین و اوّل النبیین و خاتم المرسلین

یعنی اولاد کو تعلیم دو کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ، پہلے اور آخری نبی ہیں۔

علموھم انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعوة ابراھیم و بشارات موسیٰ و عیسیٰ
و امام النبیین علموھم ان اللہ اقسم بحیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دون احد
من الانبیاء و ان اللہ فضلہ فی الخطاب علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین

یعنی ان کو بتادو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کی دعا اور حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کی بشارت ہے
اور آپ سیّد الانبیاء ہیں۔ان کو یہ بھی بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے صِرف آپ کی زندگی کی قَسم اُٹھائی ہے
اور آپ کو تمام مرسلین سے خطاب کے لحاظ سے فضیلت دی۔

اغرسوا فی قلوبھم محبتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و محبتہ آل بیتہ الطاھرین الطیبین
و ذکروھم بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احبنی فقد احب اللہ و من اطاعنی فقد اطاع اللہ

یعنی ان کے دلوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت، آپ کی آل کی محبت کا پودا کاشت کرو اور
انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد دِلاتے رہو، جس نے میرے ساتھ محبت کی
اس نے اللہ عزّ وجل سے محبت کی اور جس نے میری اِطاعت کی اس نے اللہ عزّ وجل کی اطاعت کی۔

اور کتاب کا آغاز یوں فرماتے ہیں:

☆ اپنی اولاد کو سکھاؤ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام منتخب شخصیات میں سے برگزیدہ ہیں۔ تمام نبیوں میں سے پہلے نبی اور تمام رسولوں میں سے آخری رسول ہیں۔

☆ انہیں سکھاؤ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلانِ نبوت سے پہلے الصادق الامین تھے اور اس کے بعد ایک ایسی رحمت ہیں جو سارے جہانوں کو بطورِ ہدیہ عطا کی گئی ہے۔

☆ انہیں بتاؤ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کی خوشخبری اور تمام انبیاء کے امام ہیں۔

☆ انہیں سکھائیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسالت پر ایمان لانے والی وہ سب سے بہتر شخصیت ہیں جس نے امانت ادا کرنے کا حق ادا کردیا، اُمت کی خیر خواہی کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔ حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔

☆ انہیں سکھائیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنین کی جانوں کی نسبت بھی ان سے زیادہ قرب رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ نبی ہیں کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام سے عہد لیا۔

☆ انہیں اس سے روشناس کرائیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے انسان ہیں جن کی طرف وحی آئی تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر اس شخص کیلئے کامل نمونہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کی اُمید رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والا ہو۔

☆ انہیں سکھائیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کی قسم یاد فرمائی ہے۔ حالانکہ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کی زندگی کی قسم یاد نہیں فرمائی۔ نیز خطاب کے لحاظ سے آپ کو تمام انبیاء ومرسلین پر فضیلت بخشی ہے۔ (یعنی باقی انبیاء کا نام لے کر انہیں پکارا مگر آپ کو یا ایھا النبی، یا ایھا الرسول جیسے خطابات سے نوازا۔)

☆ ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور آپکے طیب وطاہر اہل بیت کی محبت کا بیج بودو اور ان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک یاد کراؤ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے فی الحقیقت اللہ کی اِطاعت کی۔

محبت کے اسباب

☆ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات و معجزات اپنے پیارے بچوں کو سنائیں بلکہ بعض باتیں انہیں یاد کرائی جائیں۔

☆ سب سے پہلے انہیں اس کی یقین دہانی کرائی جائے کہ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات ہے کہ اس کی ابتداء نہ انتہاء اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق میں اوّل و افضل ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق کا اِرادہ فرمایا تو سب سے پہلے ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے جملہ مخلوق کو۔ اس بارے میں وہ رِوایات و احادیث بتائی جائیں جو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوّل الخلق کے متعلق مروی ہیں۔

مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

انه كان نور ابين يدى الله تعالىٰ قبل ان يخلق آدم بالفى عام يسبح ذلك النور و تسبح الملائكه تسبيحه

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں بحیثیت نور ہونے کے موجود تھے اور وہ نور اللہ کی تسبیح کرتا تھا اور اس کی تسبیح کے ساتھ فرِشتے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے۔

☆ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کی پشت میں رکھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آدم علیہ السلام کی پشت میں زمین پر اُتارا، اس کے بعد مجھے نوح علیہ السلام کی پشت میں بعد ازاں ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں، وہ نور پاک پشتوں سے پاک شکموں میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر سے عالم دنیا میں ظہور پذیر ہوئے۔

☆ اپنی اولاد کو یہ بتایا جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر کے بعد نبی نہیں بنے بلکہ آپ اس وقت بھی نبی تھے جب سیّدنا آدم علیہ السلام ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

☆ بچوں کو راسخ کرایا جائے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ عالمین کی رَحمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وما ارسلنك الا رحمة اللعالمين — ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر۔

اور یہ حقیقی معنیٰ کے اعتبار سے ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالمین کے ذرّہ ذرّہ کیلئے مجسم رحمت ہیں یہاں تک کہ انبیاء و ملائکہ کرام علیہم السلام کیلئے بھی بلکہ کہہ دو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود رحمت کیلئے بھی رحمت ہیں۔

رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت کے واقعات

❖ بچوں کو یہ واقعات زبانی یاد ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے رحیم و کریم ہیں۔ ❖

(۱) ایک بدوی نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر کچھ مانگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا دامنِ مراد بھر دیا۔ پھر اس سے پوچھا کہ میں نے تیرے ساتھ اچھا معاملہ کیا ہے یا نہیں؟ عرض کی، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اچھا معاملہ نہیں کیا۔ اس وقت جو صحابہ موجود تھے اس کی بات کو سن کر غصہ میں آگئے بلکہ بدوی کی طرف بڑھے تاکہ اسے اس گستاخی کی سزا دیں مگر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سب کو اس کو اذیت دینے سے منع فرمادیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُٹھے، اپنے کاشانۂ مبارک میں داخل ہوئے۔ بدو کو بلا بھیجا اور پہلے کی نسبت اسے زیادہ مال عطا کیا۔ پھر اس سے پوچھا کیا میں نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے؟ بولا ہاں، بے شک۔ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنے اہل و عیال اور خاندان والوں کی طرف سے اچھا بدلہ دے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا تو نے جو کہا سو کہا ہے مگر میرے صحابہ کے دلوں میں اس بارے میں خلش پائی جاتی ہے اگر تو چاہے تو ان کے سامنے بھی وہی کچھ کہہ دے جو میرے سامنے اب کہہ رہا ہے تاکہ تیرے خلاف جو ان کے دلوں میں ہے اس کا اِزالہ ہوجائے۔ بدو نے عرض کیا، سرکار! میں ایسا کرنے کیلئے تیار ہوں۔ جب دوسرے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور صحابہ سے فرمایا، اس بدو نے جو کہا سو کہا مگر ہم نے اسے زیادہ مال دیا ہے۔ اب وہ راضی ہوچکا ہے۔ چنانچہ بدو نے وہی کلمات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے دُہرا دیئے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کہے تھے۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اور اس آدمی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کی ایک اونٹنی ہو اور وہ اس سے بھاگ گئی ہو۔ لوگوں نے اس کو پکڑنے کیلئے اس کا پیچھا کیا مگر اس سے وہ اور بدک گئی۔ اس منظر کو دیکھ کر اونٹنی کے مالک نے کہا، لوگوں مجھے اور میری اونٹنی کو چھوڑ دو میں تمہاری بہ نسبت اس سے زیادہ نرمی کرنے والا ہوں اور اس کو زیادہ جانتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اونچی جگہ سے اسے پکڑنے اور اپنی طرف لوٹانے کی کوشش کی۔ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگیا۔ اونٹنی اس کے پاس آگئی، اس نے اسے بٹھالیا اور کجاوا کس کر سوار ہوگیا۔ فرمایا اگر میں تمہیں اجازت دے دیتا کہ جو کچھ اس نے مجھ سے کیا ہے اس بناء پر تم اسے قتل کر دیتے تو وہ جہنم میں چلا جاتا۔ (السیرۃ، ج ۱، ص ۷۲)

(۲) ایک لڑکی کا واقعہ ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس حال میں ملی کہ وہ رو رہی تھی۔ رونے کا سبب یہ تھا کہ اس کے مالک نے اسے آٹا خریدنے کیلئے جو پیسے دیئے تھے وہ انہیں گم کر بیٹھی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آٹا خریدنے کیلئے پیسے بھی دیئے اور اس کیساتھ اس کے مالک کے پاس گئے اور بڑی نرمی اور مہربانی کیساتھ اس سے گفتگو فرمائی جس سے متاثر ہو کر اس نے لڑکی سے نرم رویہ اختیار کیا اور اسے معاف کر دیا۔

اسی قبیل سے چھوٹوں کے ساتھ آپ کا طرزِ عمل اور ان پر رحمت و شفقت کے واقعات ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ کیسے آپ کے نواسوں میں سے ایک نواسا جلدی سے آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتا ہے جب کہ آپ سجدہ کی حالت میں ہوتے ہیں۔ آپ اپنے سجدہ کو لمبا کر لیتے ہیں مگر ان کو پریشان نہیں کرتے۔ اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہوتی تھی جب کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور کسی بچے کے رونے کی آواز آپ کے کانوں میں آتی تو آپ اپنی نماز کو مختصر کرتے ہوئے اس آواز کی طرف چل پڑتے تھے تاکہ اس بچے کے پاس بھی کوئی نہ کوئی ضرور ہونا چاہئے جو اس کے رونے کے عالم میں اس پر رحم کرنے والا ہو۔

(۳) ایک دفعہ ایک شخص یہ کہتا ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں مگر اس کی طاقت نہیں ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تیرے والِدَین میں سے کوئی زِندہ ہے؟ عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قابل اللّٰہ فی برھما فاذا فعلت ذلک فانت حاج و معتمر و مجاھد و فی روایۃ اخری قال: ففیھما فجاھد یعنی تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر اس حال میں کہ تو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہو پس اگر تو ایسا کرے گا تو گویا تو حج کرنے والا، عمرہ کرنے والا اور جہاد کرنے والا ہوگا۔

فائدہ...... دوسری رِوایت میں ہے ان دونوں میں ہی جہاد کر یعنی ان کی خدمت کر۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت بڑھتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ حیوانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک حیوان بھی مہربانی اور شفقت کے مستحق ہیں بلکہ اس لحاظ سے تو وہ رحمت و شفقت کے بہت زِیادہ محتاج ہیں کہ وہ نہ تو شکایت کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی طرف سے دُکھ درد کا اِظہار ہوتا ہے۔

(٤) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ موجود تھا جونہی اس نے آپ کو دیکھا تو بڑی دردبھری آواز نکالی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے۔ اس کی گدی پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہوگیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا تو اس جانور کے بارے میں خدا سے نہیں ڈرتا جس کو اللہ تعالیٰ نے تیری ملکیت میں دیا ہے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے تو اسے بھوکا رکھتا ہے مگر ہمیشہ کام میں لگائے رکھتا ہے۔

یہ سارے واقعات اگر ہمارے بچوں کے حافظہ میں محفوظ ہو جائیں تو یقیناً ان کے دِلوں میں رحمت ومحبت کے جذبات پیدا کرینگے اوران کا شماران رحم کرنے والوں میں سے ہوگا جن پر رحمٰن عزَّ وجلَّ رَحم کرتا ہے اور ایسے ہی انکے دلوں میں نبیِ رَحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت بھی اُجاگر کردیں گے اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص، خوبیوں اور کمالات سے واقفیت ہی ہماری اولاد میں محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اِضافے کا باعث بنے گی اور اس طرح ہمارے بچے سیرت طیبہ کو مضبوطی سے تھام لیں گے۔

(٥) فتح مکہ کے موقع پر اسلام لانے والے لوگوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور کھڑا ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت سے کانپنے لگ گیا اور اپنی جگہ سمٹ گیا۔ وہ اپنی جگہ سے نہ آگے ہوتا اور نہ پیچھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، کیوں گھبراتے ہو۔ میں قریش کی اس عورت کا بیٹا ہوں جو مکہ میں گوشت کے سوکھے ٹکڑے کھایا کرتی تھیں۔

فائدہ...... یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضع اِنکسار کے طور پر فرمایا۔

(٦) ایک دن ایک بداخلاق اور بدمزاج آدمی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس سے پہلے کبھی نہیں ملا تھا مگر آپ کا سنا ضرور تھا اور یہ بھی سنا تھا کہ آپ قریش کے معبودوں کو برا کہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی تلوار اُٹھائی اور قسم کھائی کہ آج وہ ضرور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا حساب چکادے گا۔ وہ جب پہنچا تو بڑے غصّے اور انتقامی انداز میں بات شروع کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑے سکون وخاموشی کے ساتھ اس کی باتیں سنتے رہے اور مسکراتے رہے۔ یہ بھی رِوایت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ بس چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اس کا رویہ بدل گیا اور دِل ہی دل میں وہ بہت شرمسار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور قدموں پر گر پڑا اور معذرت کرتے ہوئے انہیں بوسے دینے لگ گیا۔ وہ کہہ رہا تھا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! بخدا جب میں آپ کی طرف آیا تو روئے زمین پر آپ سے زیادہ میرا کوئی دشمن نہیں تھا اور اب آپکے ہاں سے جارہا ہوں تو روئے زمین پر آپ سے زیادہ میرا کوئی محبوب نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پُروقار اور پُرسکون انداز میں ملاقات، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رواداری اور صبر نے اس شخص کے غیظ وغضب اور ناراضگی میں اِنقلاب برپا کردیا اور اس کو انتہائی غصہ سے انتہائی محبت تک پہنچادیا۔

(۷) قریش کے بڑے بڑے جابر اور سرکش سرداروں کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح کے واقعات پیش آئے اور یہ کافی ہے کہ ہم اپنی اولاد سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ طرز عمل بیان کریں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ساتھ اختیار کیا، جنہوں نے مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیاں کی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی سازشیں کیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ وہ بُری کارستانیاں کیں کہ جن کے ذِکر سے جسم لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ان میں سے ہر ایک کو یہی توقع اور یہی ڈر تھا کہ فتح مکہ (فتح مبین) کے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے بدترین انتقام لینگے۔ مگر اس کے برعکس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کیساتھ ایسا کوئی معاملہ نہ کیا۔ صحن کعبہ میں خطبہ کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، بتاؤ تمہاری کیا رائے اور تمہارا کیا اندازہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ ان سب کے منہ سے بیک آواز یہ کلمات نکلے، بھلائی، کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معزز بھائی ہیں اور معزز بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے اس کے جواب میں فرمایا، جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اس حسنِ سلوک کا یہ اثر ہوا کہ ان کی اکثریت مشرف بہ اسلام ہوگئی۔

عکرمہ اور صفوان کا مسلمان ہونا

صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل ان دونوں نے خندمہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بسر سرپیکار ہونے کی کوشش کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے مقابلہ کرنے کیلئے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا۔ انہوں نے بری طرح سے ہزیمت اُٹھائی اور بھاگ جانے کا اِرادہ کیا۔ مگر عکرمہ کی بیوی جو اسلام لاچکی تھیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کیلئے امان طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی بیوی کی درخواست منظور کرتے ہوئے اسے پروانہ امان عطا کردیا۔

صفوان بھاگ کر جدہ چلا گیا۔ عمیر بن وہب نے عرض کی، اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے اور وہ سمندر میں کود پڑنے کیلئے بھاگ نکلا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ امن میں ہے۔ عمیر نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کوئی نشانی عطا فرمایئے جسے دیکھ کر اسے اپنے مامون و محفوظ ہونے کا یقین دِلا سکوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو وہ عمامہ عطا کردیا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سر مبارک پر سجایا ہوا تھا۔

عمامہ مبارک لے کر عمیر جدہ روانہ ہوگئے۔ وہاں صفوان کو جالیا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو سمندر کود جانے کا اِرادہ کر رہے تھے۔ مگر عمیر نے ان کی جان بچالی اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمامہ مبارک کے زیر سایہ عمیر کے ہمراہ مکے واپس آئے۔ مسلمانوں میں سے کسی نے بھی ان سے مزاحمت نہ کی۔ صفوان نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو ماہ کی مہلت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو چار ماہ کی مہلت دے دی مگر اس مدت معینہ کے ختم ہونے سے پہلے وہ مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

صحابہ کرام، عکرمہ کو ابوجہل کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔ جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ لوگ ان کے جذبات کے احترام کے طور پر اور ان کے اسلام کے پیش نظر ان کے باپ کی خلاف اسلام کارگزاریوں کا ذِکر کرنے سے گریز کریں۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہل کے اسلام لانے کی عجیب کہانی فقیر کی تصنیف شہد سے میٹھا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھیے۔

یہ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خلق عظیم، اپنی اعلیٰ وارفع انکساری، نرمی، مہربانی، اپنی عزت اور اپنی اُمت کیلئے محبت کے لباس میں، وہ محبت جس نے دِلوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی محبت کے ساتھ بھر دیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمنوں کو بھی آپ کے اِخلاص پر مر مٹنے اور اسلام کی راہ میں اپنی جان، اولاد اور مال کی قربانی دینے پر آمادہ کیا تھا۔

یہ سارا کچھ اپنی اولاد کو سکھاؤ۔ اس معطر اور پاکیزہ سیرت کیلئے اوقات مقرر کرو، جن میں ہم اس سیرت والے کا ذِکر کرکے سعادت مندی سے ہمکنار ہوں اور اپنے بلند وارفع مفاخر کے احساس وشعور کو تازہ کریں۔ وہ مفاخر ومناقب جو چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ سے زیادہ وتابندہ ہیں اور سارے جہانوں کیلئے منارۂ نور اور ذریعہ رشد وہدایت ہیں اور رہیں گے۔

اللہ عزّوجل ہمارے دلوں میں ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو راسخ بنادے۔